رسالہ
حقیقتِ شیعانِ حضرت علی علیہ السلام

مؤلفہٗ

راجی رحمت رب رشید حافظ مولوی فاضل محمد عبد المجید خان وکیل ہائیکورٹ

(مؤلفِ)

کتب و رسائل کثیرہ دینیات و کتب قوانین و نظائر مالی و عدالتی کثیرہ و شرح صاحب فرمان خدمت جج ڈسٹرکٹ

(جسکو)

راج محمد صاحب سوداگر خیری خادم المومنین و المسلمین بازار عیسیٰ میانی نے

بغرض ایثار و ثواب دارین

مطبع حمایت دکن میں طبع کرا کے مفت تقسیم کئے

سنہ ١٣٥١

اظہار

رائے وخیال اہل الرائے

[illegible]

فیلا بکری عرس عظم
الٰہی پیر روز امید دیم

ہم لوگوں نے اس رسالہ کو مِنْ اَوَّلِہٖ اِلیٰ اٰخِرِہٖ دیکھا۔ اپنی نوعیت میں
یہہ پہلا رسالہ ہے جو فاضل ذی علم مؤلف صاحب کی قابلیت و وسعت
معلومات کا پتہ دیتا ہے۔ یوں تو آپ کی صدہا کتابیں مذہبی
وقانونی تالیف شدہ ہیں جن کا تبصرہ و ریویو بکثرت اردو
اخبارات میں ہوئے اور اب تک ہوتے رہتے ہیں
جس سے مؤلف صاحب کی قابلیت
اور بسیط نظری کا ثبوت ملتا ہے
لیکن اس رسالہ کے دیکھنے سے
مؤلف صاحب کی وسیع
وصحیح تحقیقات اور علم وفضل کا
مزید پتہ چلتا ہے فقط

راقم ہادی حسن و اعجاز حسین
وعلیم الدین
پروفیسران
اردو کالج

شنیدم که در روز امید دیدم
[illegible]
محمد عبد المجید

[illegible]
محمد عبد المجید

زیبا ہے دو عالم کا تمہیں راج محمد
جتنے ہیں نبی سب کے ہیں سرتاج محمد
الله
محمد
فاطمه
امام علی ابن ابی طالب
امام حسن
امام حسین
امام زین العابدین
علیہ السلام
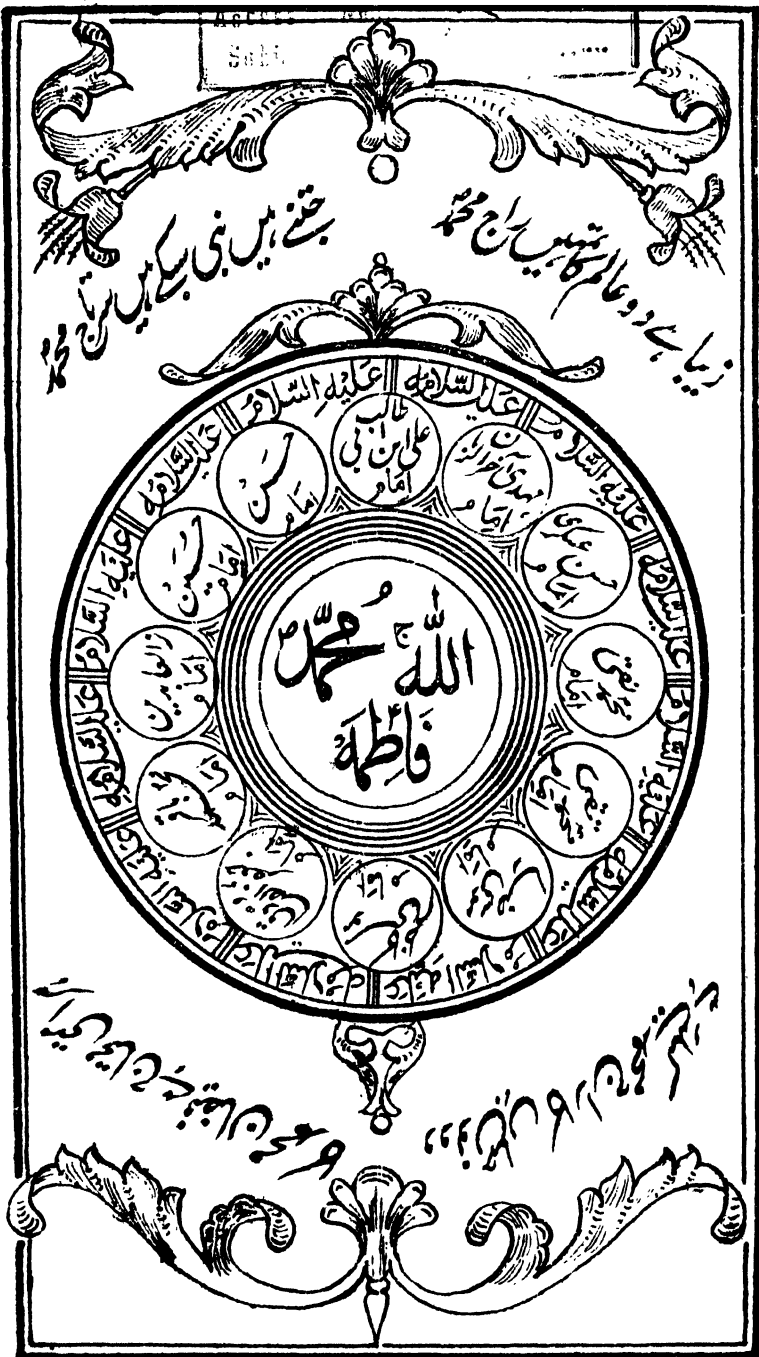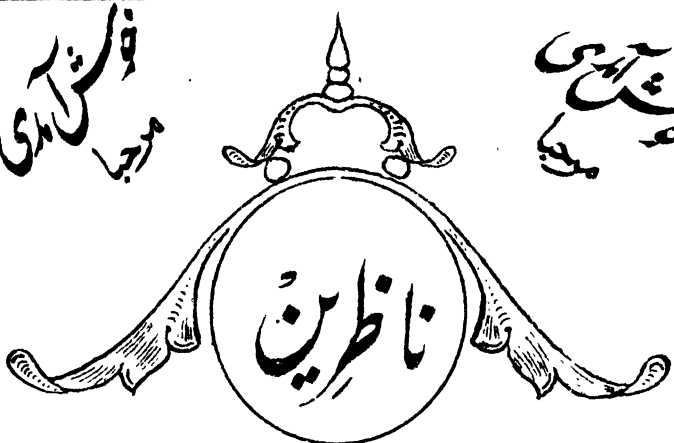
بسنت آمدی مرحبا
خوش آمدی مرحبا
ناظرین
میں نے محض اس خیال سے بازار عیسٰی میاں میں کہ بہت بڑا محلہ ہے اور اس کے
ملحقات میں بڑے بڑے محلہ واقع ہیں اور ان میں کوئی دوکان مسلمان
شیرینی فروش کی نہیں جس کے سبب مومنین و المسلمین کو شہر کی وسیع مسافت
ضروریات کو (خریدی شیرینی برائے فاتحہ و نذر و نیاز و شادی وغیرہ) پورا کرنے کیلئے طے کرنی پڑتی ہے
بصرف زرکثیر ہر قسم کی مٹھائی وغیرہ کی کھولی ہے اہل اسلام کو خاص طور پر اپنی
ضروریات کو آسانی سے پورا کرنے کے لئے ہمدردی اسلامی کے مدنظر اس
دوکان کو فروغ دیں تو قابل تشکر ہوگا
خادم قوم و ملک
سراج محمد شیرینی فروش
ساکن بازار عیسٰی میان
نرخ ارزاں اور مٹھائی عمدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بپا اصحاب او اصحاب صفین نبی اللہ

نبی جیسا کہ پیغمبر من ہے ۷۲۴

جو صاحب ذات کے ملتا کر سرودہ اثر عشق پیدا

بغیر شاہا ترے وسیلہ کے کس نے راہ نجات پائی

نیاز مند خاکسار جہاں حافظ محمد عبد المجید خان بعد حمد خدا و نعت مصطفیٰ عرض کرتا ہے کہ جسطرح محبت و مؤدت اہلبیت رسالت کی مسلمانوں پر فرض ہے اسطرح ان کی اتباع بھی اہل اسلام پر لازم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جلشانہ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا جسکے معنی یہ ہیں کہ چنگل مارو تم سب ساتھ اللہ کی رسی کے اور متفرق نہو۔ یعنی آپس میں پھوٹ نہ ڈالو ثعلبی نے اس آیہ کی تفسیر میں اخراج کیا ہے امام الائمہ حضرت امام جعفر الصادق سے کہ تحقیق فرمایا انھوں نے ہم ہیں حبل اللہ ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی وہ رسی ہیں جس میں چنگل مارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ الغرض جس طرح مؤدت اولاد امجاد نبی کریم مسلمانوں پر فرض ہے اسی طرح ان کا اتباع بھی مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ حبل اللہ ہیں ان کے تمسک کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور رسول کریم نے بھی احادیث میں ان کی محبت اور ان کے اتباع کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اُن کی محبت اور اُن کے اتباع کے منافع ارشاد کئے ہیں اور ان کی مخالفت پر سخت وعید گرفتاری جہنم کی فرمائی ہے اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ آپس میں وصیت کرو ایک دوسرے کو کہ میری اہل بیت کیساتھ محبت کریں اور ان کی اتباع و تعظیم۔ ورنہ میں روز قیامت ضرور اپنی

اہلبیت کیطرف سے خصومت کروں گا اور میں جس سے خصومت کروں گا وہ جہنم میں جائے گا۔ مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ میں اور میرے اہلبیت ایک درخت جنت میں ہیں اور شاخیں اس درخت کی دنیا میں ہیں۔ جو شخص چاہے کہ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کرے اس کو چاہیئے کہ میرے اہلبیت کا دامن پکڑلے۔ حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے آگاہ ہو میری آنکھ اور میرا سر میرے اہل بیت اور انصار ہیں۔ اُن میں کے نیکوں کے اقوال و افعال کو قبول کرو اور ان میں کے بدوں سے درگذر کرو یعنی اولاد رسول کریم سے اور ان کے انصار یعنی دین کے مددگاروں سے اگر کوئی برائی دیکھو چشم پوشی کرو اور نیز فرمایا نبی رحمت نے اپنے اہلبیت کو کہ باب حطہ میں جو اس میں داخل ہوا نجات پائی۔ فرمایا ہے مفسرین نے کہ حطہ دروازہ تھا بیت المقدس کا جو اس میں تواضع کیساتھ داخل ہوا بنی اسرائیل سے وہ ناجی ہوا۔ اسی طرح امت محمدی کے واسطے اہل بیت نبوت ہیں کہ جس نے اُن سے سچی محبت کی اور اُن کی اطاعت و فرماں برداری کی نجات پائی۔ فرمایا رسول اللہ نے جس شخص نے نسبت میری اہلبیت کے کچھ احسان کیا میں قیامت کے دن جزا اُس شخص کو دوں گا (اور عام اشخاص کی نسبت حدیث شریف ہے ہَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ہ)

طبرانی نے روایت کی ہے کہ جنگ بصرہ میں کچھ سونا اور چاندی حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس حاضر کیا گیا۔ حضور جناب امیرؑ نے متاع دنیا کے خطاب میں فرمایا کہ اے درہم و دینار سرخ و سفید فریفتہ ہوں گے تیرے دیکھنے میں اہل شام انکو مغرور کر۔ میں تجھ سے مغرور نہ ہوں گا۔ اور نیز اسی وقت مولائے مومنین نے فرمایا کہ میرے خلیل نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ بہت جلد تو اللہ تعالیٰ کے پاس آئیگا اپنے

شیعہ (گروہ) کیساتھ۔ واضح ہو کہ اور احادیث میں بھی فضائل و مراتب شیعان
حضرت علی علیہ السّلام مذکور ہیں لیکن مجرد دعوی سے کہ ہم شیعان علی علیہ السّلام ہیں
کچھ نفع اور فضل حاصل نہیں ہوتا۔ واعیانِ اہل کوفہ بھی اپنے تئیں شیعان علی کہتے تھے
شیعان علی کے واسطے علامات ہیں جن میں وہ علامات پائے جائینگے وہی بیشک و شبہ
شیعان علی سے ہونگے اور علامات جناب حضرت امیر کے ارشاد سے صاف واضح ہیں۔
چنانچہ صواعق میں ہے کہ صاحب مطالب عالیہ نے ایک حدیث روایت کی ہے جسمیں
یہہ ہے کہ حضرت علی مرتضی ایک قوم پر گذرے آپکے حال سے وہ قوم واقف ہوئی تب
اٹھکر آپ کی طرف دوڑی اور سب مجتمع ہو کر آپ سے سلام علیک کی آپ نے بعد
جواب سلام کے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انھوں نے عرض کی کہ ہم آپکے شیعہ ہیں۔
حضرت جناب امیر علیہ السلام نے یہ سن کر اُن کی تواضع کی اور اُن پر رحمت فرمائی۔
بعدہ ارشاد کیا کہ اے لوگو تمہاری کیا حالت ہے کہ میں اپنے محبوں کی علامت اور اپنے
شیعوں کا حلیہ تم میں نہیں دیکھتا ہوں وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ اور حیا نے ان کو
جواب دینے سے روکا۔ ایک شخص آپ کے ہمراہ تھے انھوں نے عرض کیا کہ میں آپ سے
پوچھتا ہوں بواسطہ اس ذات پاک کے جس نے اہلبیت کو بزرگ کیا ہے اور آپ کو خاص
و برگزیدہ فرمایا ہے مجھ کو آگاہ کیجئے کہ آپکے شیعوں کی کیا علامت ہے۔ حضور جناب امیر نے
ارشاد فرمایا کہ میرے شیعہ خدا کے عارف ہیں۔ اور خدائے جلّ شانہ کے مطیع ہیں۔ اہل فضل
کمال اُن کی صفت ہے۔ کلام باثواب کرتے ہیں۔ رزق حلال کہاتے ہیں۔ لباس شرعی
اعتدال کے ساتھ پہنتے ہیں۔ تواضع اور خدا کے خوف کیساتھ چلتے ہیں اور رسول اللہ کی
متابعت کرتے ہیں عبادت کرنے میں خدا کے واسطے۔ اور حضور قلب اور عاجزی کرتے ہیں۔

عبادت ہیں۔ اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں ان کی طرف ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو کان لگا کر سنتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ قضائے الٰہی پر رضامند ہیں۔ اگر اجل مقرر نہ ہوتی تو ان کی روحیں ایک لحظہ ان کے جسموں میں قرار نہ پاتے بہ سبب شوق الٰہی۔ خدا کا عذاب ان کے نزدیک بہت بڑا ہے اور سوا ان کے ان کی نظروں میں سب حقیر ہیں۔ یہ لوگ جنت میں ہونگے جنت کے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے اور دشمن ان کے دوزخ میں ہونگے۔ میرے وہ شیعہ ہیں کہ دنیا نے ان کو چاہا مگر انہوں نے دنیا کی خواہش نہیں کی اور اس کی طرف التفات نہیں کیا۔ راتوں کو عبادت کے مقام میں کھڑے ہو کر قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے نفسوں کو آیات قرآنی سے نصیحت دیکر درد کی شفا اس سے ڈھونڈھتے ہیں اور اکثر پیشانی اور زانوؤں اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر روتے ہیں۔ اور کبھی اللہ جل شانہ کی ثنا کر کے گڑگڑاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایسے ضعیف اور ناتوان ہو گئے ہیں کہ تم ان کو بیمار جانتے ہو حالانکہ وہ بیمار نہیں ہے ان کے افعال و اقوال سے تم کو یہ گمان ہوتا ہے کہ ان کی عقل میں کچھ نقصان آگیا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ وہ صاحب عقل کامل ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی عظمت اور قوت حکومت نے ان کو بیہوش کر دیا ہے۔ اپنے اعمال سے ہمیشہ ڈرتے ہیں۔ دیکھا ہے تو ان میں سے ہر ایک کو قوت دین میں اور ارادہ مصمم نرمی میں اور ایمان یقین میں اور حرص علم میں اور فہم فقہ میں اور حلم دانائی میں اور عمل میں میانہ روی اور توانگری میں اعتدال اور فاقہ میں تحمل اور شدت مصیبت میں صبر اور عبادت میں خشوع۔ ناتوان پر رحمت کرنے میں اور خدا کی راہ میں بخشش اور کسب حلال کرتے ہیں نفس کو نیک اعمال میں چالاک رکھتے ہیں۔ صبح کو شغل ان کا ذکر الٰہی شام کو شکر الٰہی

دور میں امید ہے۔ قریب میں موت ہے۔ ریا نہیں کرتے جب ایسے افعال و اعمال کرتے ہیں اسوقت شیعہ اور دوست ہمارے سمجھے جاتے ہیں۔ اور لائق ہیں اس کے کہ ہم میں سے ہوں۔ اس قسم کے لوگ ایسے ہیں جنکے شوق دیدار نے مجھ کو حیران کر رکھا ہے۔

جب حضور نے یہ ارشاد کیا تو ہمام بن حماد نے کہ عابدوں میں سے تھے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گرگئے اور انتقال کرگئے۔

(**رائے مؤلف**) نظر انصاف سے دیکھا جائے تو ان اوصاف کمالیہ کے ساتھ جو مولائے مومنین نے ارشاد فرمائے ہیں فقط اولیاء اللہ جو خدا کے عارف و عاشق کامل ہیں۔ اور سلسلۂ بیعت اور طریقۂ تعلیم و تعلم اُن کا سید الاولیاء حضرت جناب امیر علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے وہی ملیں گے۔ شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں اور گروہ آپ کا وہ ہے جو پورا پورا آپ کا تبع ہو اور آپکی تعلیم کی موئی راہ پر بلا لغزش چلتا ہو۔ اور کوئی شک نہیں کہ حضرت امیرؑ اور جملہ ائمہ ہدا رسولؐ اللہ کے یہی صفات تھے جو حضرت امیر نے ارشاد فرمائے۔ چنانچہ حالات حضرت امیرؑ اور حضرات حسنینؑ اسکے واسطے حجت قاطعہ ہیں۔ دیکھو حضرت امام الائمہ علی بن حسینؑ کے حالات کو جو خلف الصدق اپنے آباو اجداد کے اور اُنکے قائم مقام تھے۔ جب آپ وضو کرتے تھے نماز کے واسطے تو چہرۂ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس کھڑا ہوں گا۔

مروی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہم السلام شبانہ روز میں دو ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے وسیلۃ النجاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے آپ اس قدر ناتوان ہوگئے تھے کہ جسم پاک میں بجز پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ رہا تھا۔ جود و کرم آپ کے مزاج میں بعید و انتہا تھا۔ پورا پورا صفات کمالیہ محمدیہ کا ظہور تھا۔ اجزا جناب رسالت میں اور پورا پورا پاک کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو جس سے اسی وجہ سے اتباع ان کی لازم ہے اور محبت ان کی فرض ہے اور

مودت ان کی سبب نجات ہے۔

فرمایا رسول کریمؐ نے جس نے حسنین علیہم السلام کو دوست رکھا مجھ کو دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی۔ خادم ملت محمد عبد المجید غفرلہ

اب میں اس مضمون کو یہاں تک رکھ کر آیۂ کریمہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کیطرف رجوع ہوتا ہوں یعنی مرد قوی ہیں عورتوں پر اور اسی وجہ سے نبوت مردوں کو ہوئی ہے نہ عورتوں کو۔ مگر بہ فیض جناب رسالت اور بہ برکت حضرت سیدالانبیا حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ کو کہ سب انسانوں سے زیادہ مشابہ تھیں رسول اللہ کیساتھ صورت میں اور سیرت میں اور تمام حرکات و سکنات اور عبادت اور طاعات میں یہ تفضیل حاصل ہے کہ لاکھوں مردان خدا پر فضل رکھتی ہیں اور ان کی اولاد کو ایسے مراتب اللہ نے دیئے ہیں کہ دوسرے انبیاء کی اولاد پسری پر فضل رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ سیدالانبیا کے مظہر ذات ہیں اور بسبب مظہریت ذاتی کے ان کا جمال صورت جلوہ جمال محمدی دیکھاتا تھا۔ اور ان کے صفات کمالیہ میں ظہور صفات کمالیہ محمدیہ پایا جاتا تھا۔ حضرات حسنین علیہم السلام کا آئینہ جمال احمدی ہونا صحیح حدیثوں میں مروی ہے۔ اور وسیلۃ النجات میں ہے کہ روایت کی بخاری نے حضرت انسؓ سے کہا انھوں نے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے زیادہ مشابہ رسول اللہ کیساتھ کوئی نہ تھا اور اسی کتاب میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سر سے ناف تک مشابہ تھے حضرت علی علیہ السلام کیساتھ اور ناف سے پیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تھے۔ اور ترمذی اور ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہا انہوں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سر سے سینہ تک اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے سیدالانبیاء کیساتھ اشبہ تھے۔

الحاصل حضرت امام حسن سر سے سینہ تک شبیہ رسول خدا تھے اور امام حسین علیہ السلام سینہ سے پیر تک شبیہ تھے حضرت جناب سید الانبیاء سے۔ دونوں شہزادے ملکر پوری شبیہ تھے حضرت رسالت مآب کے۔ چونکہ جناب الوہیت کو بسبب غیرت کے کہ خاصہ محب ہے اپنے محبوب کا مثل بعینہ پسند نہ تھا لہذا صورت زیبائے محمدی اور جمال باکمال احمدی کو ان دونوں آئینوں میں جلوہ گر کیا تاکہ صورتیں ان کی بھی یادگار صورت رسول رہیں اور چونکہ دونوں صاحبزادے جزو محبوب ہیں اور جزو محبوب بھی محب کو محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے ہر دو صاحبزادے بھی اللہ تعالی کے محبوب تھے۔ اور دونوں تلے اوپر کے بھائی۔ اس واسطے اللہ تعالی نے اپنی حکمت بالغہ و کمالیہ سے بڑے صاحبزادے کا اوپر کا جسم مبارک اپنے محبوب سے اشبہ کیا۔ اور چھوٹے صاحبزادے کے نیچے کا جسم اطہر اپنے حبیب سے اشبہ کیا۔ تاکہ ترجیح بلا مرجح لازم نہ آوے اور نہ دونوں محبوبوں میں سے کسی کا باعث ملال خاطر ہو۔ اور جس طرح سے یہ شاہزادے کونین صورت میں آئینہ جمال محمدی تھے اسی طرح وارث کمالات و فضائل احمدی بھی تھے اور صفات نبوی کیساتھ متصف تھے چنانچہ ترجمہ صواعق میں ہے کہ امام فخر الدین رازی نے نقل کیا ہے کہ اہل بیت رسالت پانچ چیزوں میں رسول اللہ کے مساوی ہیں۔

اول سلام میں۔ کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے شب معراج میں نبی سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اور اہلبیت کے حق میں فرمایا ہے سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ يٰسِيْن یہ بھی قرأت ہے۔
دوسرے صلواۃ آنحضرت پر اور اہلبیت پر یعنی دونوں پر صلوۃ معمور ہے۔
تیسرے طہارت میں۔ رسول کے حق میں فرمایا طٰهٰ یعنی طاہر اور اہل بیت کے حق میں فرمایا ہے وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا یعنی پاک کرے تم کو اللہ تعالی پورا پاک کرنا۔

چوتھے تحریم صدقہ میں یعنی صدقہ حضرت اور آپ کے اہلبیت دونوں پر حرام ہے۔
پانچویں محبت میں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ رسُول کریم سے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ
اور ارشاد کیا اہل بیت کے حق میں قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی
یعنی حضور کے اہل قرابت کی محبت کو اس آیت میں فرض کیا مسلمانوں پر دونوں شانہائے
اہل بیت نبوت میں۔ لہذا ان پانچوں خصلتوں میں نبی کیسا تھ مساوی ہیں۔ سوا ان
خصلتوں کے اور بھی بہت سے فضائل نبوی اہلبیت میں ظاہر ہیں بطور مظہریت کے۔
چنانچہ فضائل نبوی سے ہے کہ حضور نبی الانبیاء کو اللہ تعالیٰ نے سردار مطلق کیا ہے۔
فرقان حمید میں فرمایا ہے یٰسین امام الائمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یٰسین کے
یہ معنی فرمائے ہیں کہ یا حرف ندا ہے اور اس سے آپ کا اسم شریف سیّد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے آپ سے اے سردار۔ اور خود بھی نبی کریم نے فرمایا ہے کہ میں سیّد اولاد آدم ہوں
قیامت کے دن علماء نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم آج بھی کل کے سردار ہیں۔
قیامت کی قید اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے اپنے حق میں مٰلِكِ
یَوْمِ الدِّیْنِ یعنی مالک قیامت کے دن کا حالانکہ آج بھی کل کا مالک ہے۔ یوم الدین کی
قید اس غرض سے ہے کہ دنیا میں مجازاً اور بھی مالک ہیں مگر قیامت کے دن مجازیت
مٹجائے گی اور حقیقت کا ظہور ہوگا۔ اور دن کی ملکیت مجازی ہٹجائے گی اور اللہ کی
حقیقت مالکی قائم رہ جائے گی۔ اسی طرح دنیا میں سردار مجازی بھی ہیں۔ لیکن
قیامت کے دن ان کی سرداری مجازی ہے مٹجائے گی اور حضرت خاتم النبیین کی سرداری
قائم رہجائے گی۔ اسی طرح حضور کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے سردار کیا ہے۔ چنانچہ
وسیلۃ النجات میں ہے کہ فرمایا نبی کریم نے کہ آیا میرے پاس ایک فرشتہ آسمان سے

اور قبل اسکے نہ آیا تھا۔ سلام کیا اُس نے مجھ پر اور بشارت دی مجھکو کہ تحقیق حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جوانان اہل جنت کے اور فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہیں۔ اور فضائل ہو سے ہے کہ جو آپ کے ساتھ محبت کریگا جنت میں رہے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے پوچھا کہ یارسولؐ اللہ قیامت کب ہوگی حضور نے فرمایا کہ کیا توشہ قیامت کیلئے تیار کیا ہے۔ عرض کیا انھوں نے کہ یارسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی توشہ نہیں مگر اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور اہل بیت کی محبت۔ فرمایا حضور نے آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح حضور کی اولاد کی محبت باعث حصول قرب محمدی ہے۔ چنانچہ روایت کی ہے ترمذی نے سادات اشراف سے کہ نبی کریم صلعم نے حسنینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جو دوست رکھے گا مجھ کو اور ان دونوں کو اور ان دونوں کے ماں باپ کو میرے درجہ میں ہوگا قیامت کے دن اور وہ میرے ساتھ رہے گا قیامت میں۔ اور فضائل نبوی سے ہے آپ کی اتباع باعث نجات ہے عذاب سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں تم کہو اے محمد لوگوں سے اگر ہو تم ایسے کہ اللہ کے ساتھ محبت کیا چاہتے ہو پس میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ پس جو رسول کریم کا متبع ہے ضرور اللہ تعالیٰ کو اُس سے محبت ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے وہ ضرور ناجی و مغفور ہے اس واسطے کہ قرآن مجید میں ہے کہ جب یہودیوں اور نصرانیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ کی اولاد ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) تو اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت سے فرمایا تم کہو اُن سے فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ یعنے پھر تم پر کیوں عذاب کرتا ہے بسبب تمھارے گناہوں کے۔ اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہیں کرتا ہے نجات دیتا ہے اسی طرح حضور کی اولاد امجاد کی اتباع بھی باعث نجات ہے۔ چنانچہ محبت اہل بیت کے

مفصل میں بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ اسی طرح پر اُن کی ایذا رسانی پر وعید عذاب بھی
حدیثوں میں مروی ہیں جیسا کہ ابن عساکر نے حضرت امیر المومنین مولائے مسلمین علی مرتضےٰ
علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری اہل بیت کے
شخص کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اللہ کو ایذا دی اور اللہ اور
اللہ کے رسول کو ایذا دینے والا قطعی گمراہ اور کافر ہے۔ کافر مستحق عذاب خلد ہے۔ اور یہ بھی حدیث سے
ثابت ہے کہ بعد نبی کریمؐ کے ایسے لوگ امت میں ہوں گے جو رسولِ خدا کے ارشاد پر
عمل نہ کریں گے۔ اور اہل بیت نبوت کو جن کی محبت عین ایمان ہے محبت دنیا کی وجہ سے ایذا
دیں گے چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اہل بیت کو
پہونچے گا میری امت سے قتل اور نافرمان برداری یعنی امت کے ہاتھ سے وہ قتل ہوں گے
اور امت کے لوگ اُن کی فرماں برداری نہ کریں گے۔ اور فرمایا تحقیق ہماری قوم سے بڑے
دشمن ہمارے از روئے بغض کے بنی امیہ ہیں اور بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہیں۔

مخبر صادق نے جو فرمایا تھا بعد حضور کی وفات کے اس کا پورا ظہور ہوا کہ ابن
رسول اللہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو مروان خبیث نے یزید پلید کے حکم سے زہر دلایا جس کی وجہ سے
پارۂ جگر نبوی کا جگر شریف پارہ پارہ ہوا اور وہ مرتبۂ شہادت سے فائز ہوئے۔ وہ دونوں
یعنی مروان خبیث اور یزید پلید بنی امیہ ہیں۔ اور امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام کہ آئینہ جمال محمدی تھے
قتل کر کے بھی ان ظالموں کو تسکین نہ ہوئی۔ عداوت اولاد نبی ان کے سیاہ قلبوں میں
بھری رہی جب بادشاہت دنیا ان کے ہاتھ آئی اس کی حکومت فانی پر ایسے مغرور ہوگئے کہ
فرزند رسول اللہ سید الشہداء علیہ السلام کو دشت کربلا میں گھیر لیا اور ہفتم محرم الحرام سے
ساقی کوثر مالک بحر و بر کے جگر بند پر پانی تک بند کر دیا اور عاشورہ کے دن امام مظلوم پر

فوج کثیر لے کر چڑھائی کی اور شقاوت سے تین دن کے بھوکے پیاسوں کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ ہمراہیان امام عرش مقام باوجود شدت تشنگی ابن رسول اللہ کے بعض سے ایسے مستقل تھے کہ مخالفوں کی قوت اور کثرت سے ذرا بھی نہ ڈرے۔ اس دلیری سے خدا کے دشمنوں سے لڑے کہ قیامت تک اُن کے سے بہادر اور بلا پر صابر دنیا میں پیدا ہونگے الحق نہ ابن رسول اللہ شبیہ سید الانبیاء سا برابر ہوگا نہ انصار ایسے پیرو ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرے اور محبت اولاد رسول کا ان کو اچھا بدلہ دے اور ہم کو بھی ان کا تبع کرے جیسا کہ حدیث میں خبر دی تھی مخبر صادق نے ویسا ہی ظہور میں آیا کہ کوفہ میں حضرت امیر علی ابن ابی طالب علیہ السلام شہید ہوئے۔ اور حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام دشت کربلا میں۔ جمع الجوامع میں منقول ہے بی بی عائشہ صدیقہ رضی سے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جبرئیل نے وہ مٹی مجھ کو دکھائی جس پر حسینؑ قتل کیا جائے گا۔ بہت بڑا غضب اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر ہوگا جو اُس کا خون بہائے گا۔ اے عائشہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں مری جان ہے بیشک یہ امر مجھ کو غم میں ڈالتا ہے پھر وہ کون شخص ہوگا میری امت میں سے جو حسینؑ کو قتل کرے گا۔ اور واقعہ شہادت امام علیہ السلام کے اخبار بقید جگہ حضرت مولائے مومنین سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بھی مروی ہیں چنانچہ ابن ابی شیبہ نے بسند عبداللہ ابن یحییٰ حضرت مولیٰ سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے باپ سے کہ حضرت امیر کے وضو کا برتن جن کے پاس رہتا تھا انہوں نے حضرت امیر کے ساتھ سفر کیا یہانتک کہ نینوا کے سامنے پہنچے اور صفین کی طرف جانے تھے آپ نے پکار کر فرمایا کہ صبر کرنا اے ابا عبداللہ میں نے کہا کہ آپ نے یہ کیا فرمایا۔ ارشاد کیا کہ

میں نبی کی خدمت میں حاضر ہوا نبی خاتم الانبیا کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں کیا کسی نے غصہ دلایا۔ فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس سے
اٹھے اور مجھ کو خبر دی کہ حسین علیہ السلام فرات کے کنارے قتل کئے جائینگے۔ مجھ کو اپنی
دونوں آنکھوں پر اختیار نہ رہا آنسو جاری ہو گئے۔ اس روایت سے سوائے نبی کے گریہ
کرنے کے مصائب امام پر۔ ایک مضمون اور ثابت ہوا کہ حضرت امیر جب پہونچے امام
مظلوم کی جائے مقتل پر تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ اور اس کا ذکر حاضرین سے فرمایا۔
لہٰذا ہم لوگ بھی ماہ عزا میں کہ زمان شہادت امام ہے اگر مصائب امام یاد کرینگے اور بیان کرینگے
بہ نیت اتباع حضرت امیر ضرور سفینۂ نجات کے متمسک ہونگے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ
اولاد جناب سیّدہ حضرت فاطمہ زہرا، ابنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں اور چونکہ اولاد ماں باپ کی وارث ہوتی ہے اسی وجہ سے کمالات اور
فضائل اور علوم نبوی کہ یہی نبی کا متروکہ ہوتا ہے وراثتاً دونوں شاہزادوں کو
ملا تھا۔ لہٰذا ہر ایک اپنے وقت میں ایسے مراتب اعلیٰ پر تھے اور ایسے کمالات
ظاہری و باطنی کے ساتھ موصوف تھے کہ دوسرا اُن کا سا نہ تھا منجملہ فضائل و
کمالات حسنین علیہ السلام کے یہ ہے کہ دونوں یادگار رسول خدا کی رضا کیواسطے
اسی کی راہ میں شہید ہوئے۔ اور جو مشکلیں اور تکلیفیں سخت امتحان عشق کے
واسطے پیش آئیں سب کمال آسانی کے ساتھ جھیلیں اور منازل عشق کو خوب
طے کیا اور ایسا صبر کیا اور ایسے راضی برضائے الٰہی رہے کہ انسان سے نہیں
ہو سکتا۔ چنانچہ سبط اکبر رسول اللہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا صبر و تحمل و
رضا و تسلیم آپ کے واقعۂ شہادت (خفی) سے ظاہر ہے کہ ظالموں نے کیسا کیسا آپکو ستایا

لیکن ابن رسول اللہ نے کمال حلم کی وجہ سے کسی سے نہ خود بدلہ لیا اور نہ اپنے اعزا و احباب کو انتقام لینے دیا۔ جگر شریف صدمۂ زہر سے پارہ پارہ ہوا مگر زبان مبارک پر بجز حمد و شکر خدا کے کوئی کلمہ نہ آیا۔ اور تا وفات منصب امامت کو انجام دیتے رہے یعنی وعظ اور پند میں مشغول رہے۔

چونکہ شہادت امام حسینؑ اقسام شہادت جہریہ سے جلی تر شہادت ہے۔ اس وجہ سے اگلے انبیا نے بھی اس کی خبر دی تھی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی بار بار پیشینگوئیاں فرمائیں بہت تصریح کے ساتھ۔ اور جناب امیرؑ نے بھی خبریں اس کی تفصیل سے دیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کعب احبار کی طرف سے گذرے (عالم توریت) انھوں نے کہا انکے فرزندوں میں سے ایک فرزند معہ ایک جماعت کے قتل کئے جائیں گے۔ ان کے گھوڑوں کے پسینے سوکھنے نہ پاوینگے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے پاس حاضر ہو جاوینگے۔ حضرت امام حسینؑ اُدھر سے چلے آرہے تھے لوگوں نے کہا کہ یہی ہیں۔ کعب نے کہا کہ ہاں یہی ہیں۔ کعب احبار بہت بڑے عالم توریت اور اگلی کتابوں کے تھے و یہ خبر انھوں نے اگلے کتب انبیا سے پائی تھی۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ شب شہادت امام حسین علیہ السلام میں نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا ہے۔

اَيُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلًا حُسَيْنًا	اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَ التَّنْكِيْلِ
لَقَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ	وَمُوْسٰى وَحَامِلِ الْاِنْجِيْلِ

اے نادانی سے حسینؑ کے قتل کرنیوالو تم کو مژدہ ہو عذاب کا تم ملعون ہوئے ہو۔ داود اور موسیٰ اور عیسیٰ حامل انجیل کی زبانوں پر تھا یعنی اُن اُولو العزم انبیا نے ان پر لعنت کی تھی۔

اور بعض کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب مروان نے بعد شہادت امام عالی مقام کے مدینہ منورہ میں خطبہ پڑھا اور ابن نبی کریم کے شہید ہونے کی خوشی ظاہر کی اس رات اور دن کو اہل مدینہ یہ اشعار جو مذکور ہوئے ہیں سنتے تھے اور کہنے والا معلوم نہ ہوتا تھا منہاج میں علاقہ انصاری لکھتے ہیں کہ ان اشعار میں اشارہ ہے کہ اصل واقعہ جانکاہ کا ذکر اگلے آسمانی کتابوں میں بھی تھا اور قاتلان امام پر اولیائے کرام نے لعنت کی ہے اور نیز اس روایت سے عظمت ابن رسول اللہ کو خیال کرو کہ جب مروان خبیث نے یزید پلید کے اظہار شوکت دنیا کے واسطے جو فانی ہے ابن رسول اللہ کی شہادت کا اعلان کیا اور خوشی ظاہر کی غیرت الٰہی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے ہاتف غیب سے امام مظلوم اپنے محبوب کے محبوب کے اظہار عظمت اُخروی کے واسطے جو ابدی ہے قاتلان امام کی ملعونیت کو ظاہر کرایا اور عام طور پر اعلان کر دیا کہ امام مظلوم وہ معظم ہے کہ جس کے قاتلوں پر انبیا نے لعنت کی ہے۔

اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے صحیفہ میں اپنے اب وجد سے بسند یہ روایت کی ہے۔ اسماء بنت عمیس سے کہ انھوں نے کہا کہ جب امام حسن علیہ السلام پیدا ہوئے۔ رسول کریم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اسماء میرے بیٹے کو لے آ۔ میں نے زرد کپڑے میں لپٹا ہوا آپ کو دیا حضور نے وہ کپڑا پھینک دیا اور فرمایا میں نے تم سے نہیں کہدیا ہے کہ کسی لڑکے کو زرد کپڑے میں نہ لپٹیا کرو۔ پھر میں نے اس کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ حضور نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور پھر حضرت امیر علیہ السلام سے جو وہیں کھڑے ہوئے تھے پوچھا کہ تم نے میرے فرزند کا کیا نام رکھا۔ انھوں نے عرض کی کہ میں آپ پر سبقت کیوں کر کرتا میں چاہتا ہوں حرب نام رکھوں۔ آنحضرت نے فرمایا میں بھی اپنے رب پر سبقت کیوں کروں نام رکھنے میں۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد باری ہے کہ علی کا تمہارے یہاں وہ مرتبہ ہے
جو ہارون کا تھا موسیٰ کے یہاں مگر یہ کہ تمہارے بعد نبی نہیں ہے تم اپنے بیٹے کا نام ہارون کے
فرزند کے نام پر رکھو۔ حضور نے پوچھا ہارون کے لڑکے کا کیا نام تھا۔ جبرئیل نے کہا شبر۔
آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا حسن نام رکھیئے۔ پھر جب امام حسین
پیدا ہوئے یہی حالات و واقعات پیش آئے اور آنحضرت صلعم نے حضرت امام حسین کا نام شبیر
(حسین) رکھا۔ اور پھر گود میں لیا اور روئے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
کس چیز نے آپ کو رُلایا۔ فرمایا کہ اے اسماء میرے اس لڑکے کو ایک فوج باغی میری امت کی
شہید کریگی۔ اے اسماء اس واقعہ کی فاطمہ کو خبر نہ دینا کہ وہ ابھی وضع حمل سے فارغ
ہوئی ہے۔ بسبب وضع حمل ضعف اس پر غالب ہے۔ ایسی خبر پر ملال کا تحمل نہ کر سکے گی
اور بیہقی نے دلائل النبوت میں بسند لکھا ہے کہ ام فضل حضرت عباس کی بی بی رسول اللہ کی
چچی کہتی ہیں کہ میں رسول کریم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ؐ میں نے
آج کی شب کو ایک بہت برا خواب دیکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی
کہ بہت سخت ہے فرمایا حضور نے کہ بیان کرو۔ عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور کے جسم کا
ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میرے گود میں رکھا گیا۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا بہت اچھا خواب تم نے
دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تمہاری گود میں ہوگا۔ پھر حضرت
امام حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے جیسا کہ نبی کریم نے ارشاد کیا تھا۔ پھر میں ایک روز
امام حسین کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو حضور کی گود میں رکھ دیا۔
پھر میں نے جو آپ کی طرف مڑ کر دیکھا تو حضور کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا یہ حال کیا ہے حضور نے

فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھ کو خبر دی کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی
میں نے عرض کی اسکو. فرمایا ہاں. آگے واقعات وحالات جانکاہ قتل امام حسین ع کے لکھنے کی
طاقت نہیں ہے ہاتھ کانپتا ہے. دل قابو سے باہر ہو گیا ہے اس لئے یہیں پر ختم کیا گیا.

اب ایک نماز کا ذکر جو مخصوص ہے اور عام لوگ شاید اس سے واقف نہیں ہیں مختصراً لکھ دیا جاتا ہے

وہ نماز خوف ہے جس کا مسئلہ منصوص قرآنی ہے اور کتب فقہ میں بہت تفصیل سے لکھا گیا ہے وہ نماز یہ ہے۔
کچھ لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور کچھ اعدا سے لڑتے رہیں جب نصف نماز ہو جائے
نماز کے پڑھنے والے اعداء سے جا کر مقابلہ کریں اور مقابلہ کرنے والے امام کے پیچھے بقیہ نماز میں
اقتدا کریں جب امام فارغ ہو جاوے ہر دو گروہ اپنی بقیہ نماز علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں.
مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس مقام پر غور کریں اور سمجھیں کہ نماز ایسا رکن ہے اسلام میں کہ امام
برحق سے اور اُن کے رفقا نے جو تمسک تھے سفینۂ نجات کے اور حبل اللہ میں چنگل مارے ہوئے تھے
کیسے وقت سخت میں نماز کو ادا کیا. افسوس اُن لوگوں پر کہ دعوٰے اسلام کرتے ہیں اور
اپنے کو متمسک اہل بیت طہارت جانتے ہیں. اور حالت اطمینان میں محض اپنی کاہلی سے
راحت نفس عمارہ کے واسطے نماز فرض کو قضا کرتے ہیں . . .

اے اللہ تعالے تو اپنے فضل سے بطفیل اپنے حبیب کے
بہ برکت نفوس اہل بیت تبرکہ کے ہم کو
ظاہر و باطن میں ان کی
اتباع کامل پر ثابت

قدم کر دے فقط
خادم محمد عبد المجید عفی عنہ

منجانب مؤلف

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یا قادر ذوالجلال یا کریم و کارساز تیری بارگاہ عالی میں یہ عاصی بحاصی طالبِ مغفرت منجوائے آیۂ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الخ استغفار کرتا ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ اور تیرے حبیب معظم صلعم کو تیری درگاہ بے نیاز میں وسیلہ کرتا ہے۔ تو بوسیلہ حبیب کریم اور بطفیل اہل بیت اطہار و اصحاب کبار میری توبہ قبول فرما کر میری مغفرت فرما۔ اور میری حاجات دارین کو پورا فرما۔ میں عاصی ہوں ولے ہر مو میرا عرق ندامت ہے۔

اے خدا اے صمد کبریائی کا جب دم نزع پاس ہو یا اللہ	صدقہ اُس نور مصطفائی کا لب پہ ہو لا الہ الا اللہ	مرتے دم غیب سے مدد کیجیو دین و دنیا میں آبرو رکھیو	ساتھ ایمان کے اٹھا لیجیو دونوں عالم میں سرخرو کیجیو
الٰہی بپے سرور دوسرا نہ دیکھوں الٰہی لحد کا عذاب جہاں میں ہوں جب تک رہوں شادکام مجھ بد گنہگار کو اے خدا	شہنشاہ لولاک خیر الوریٰ جواب نکیر دوں باصواب بحرمت محمد تیرا پاک نام سہارا ہے فقط تیرے فضل کا	میرا خاتمہ ہو بخیر خدا ہو آسان راہ صراط اے کریم رہے شامل حال توفیق خیر تجھے فضل کرنے نہیں تنگی	ہو طے خیر سے مرحلہ قبر کا چلا جاؤں جنت میں بے خوف و بیم پئے رزق میں ہوں نہ محتاج غیر نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار
رحم کر اے رحیم بیکساں کون پوچھے گا مجھے سرکار بن	چھوڑ کر آپ کا آستانہ جاؤں کہاں ہاتھ خالی ہیں چلا در بدر میں	فکر رہتی ہے مجھے یہ روز و شب اس گھڑی رحم آپ کا درکار ہے	روز محشر ہوں گے سب جب مہر طلب گر کرم کیجے تو بیڑا پار ہے

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ❖ ہمچو کاہ عاجزم کوہ گناہ آوردہ ام

گرچہ عصیاں بیحد اندازہ بر رحمت بست
آیت لَا تَقْنَطُوْا برخود گواہ آوردہ ام

چشم رحمت برکشا سوئے سفید من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

جز تو دیگر دستگیرم نیست در دنیا و دیں
با ہزاراں انفعال روسیاہ آوردہ ام

یارسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ہم گناہگار روسیاہ ہوں آپ سے ہمارے
مغفرت چاہتا ہوں بموجب یہ شعر کہ۔ یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
اللہ جل شانہ میری مغفرت فرمادے اور میری حاجات دارین برلاوے ۔ آمین

بلا پرسش ملی جنت شفاعت ایسی ہوتی ہے
گنہ گاران امت پر عنایت ایسی ہوتی ہے

در جنت پہ مجمع دیکھ کر رضوان پکار اٹھا
رہا باقی نہ اک عاصی شفاعت ایسی ہوتی ہے

حضرات ناظرین تمکین سے یہ امید رکھنا بیجا نہ ہوگا
کہ حسب ارشاد و تعمیل حدیث شریف خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ مجھے دعاے
مغفرت سے نفع پہونچاویں گے۔ میں بھی معزز ناظرین کی خدمت کے لئے
بمجوائے حدیث معظم تیار ہوں شرعی ہو یا قانونی اور قلمی سخنی نفع پہونچانے پر
مستعد ہوں۔ فقط

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم قوم
محمد عبد المجید خان غفرلہ

فاضل پروفیسر صاحب کے حقیقی و واقعی خیالات سے میں حرف بحرف متفق ہوں۔
مؤلف صاحب موصوف نے میری ماتحتی میں پربھنی۔ ورنگل وغیرہ پر عرصہ تک
بہت قابلیت نیک نامی و دیانت سے بصیغۂ نصفت و سیاست کام کیا ہے
میں اُنکے علم و فضل علوم دینی و دنیوی اور وسیع معلومات قانونی سے خوب واقف ہوں
حقیقت میں بہترین دماغ پایا ہے۔ قابلیت علمی و قانونی لائق تعریف اور کارگذاری قابل
تحسین ہے۔ قابل قدر شخص ہیں۔ مال و دیوانی و فوجداری کاموں میں خاص ملکہ و مہارت ہے
وہ رعایا اور والی رعایا خوش قسمت ہے جہاں کے یہ حاکم ہوں فقط راقم حاجی شیخ ناظم وظیفہ یاب

(تبصرہ)

لائق شوقین تالیف و تصنیف زیرک مولوی فاضل مؤلف صاحب کی
قابلیت علمی و قانونی اور وسعت معلومات اور بالغ نظری کا
ثبوت خود صاحب معز کی صدہا کتب مذہبی و رسائل دینیات
اور سینکڑوں کتب قوانین و نظائر مال و عدالت کے سوا سینکڑوں
اڈیٹران اخبارات (مدینہ۔ زمیندار۔ ہمدم۔ اہلحدیث۔ رحمانیہ۔ نیر اعظم۔ برق) وغیرہ کے
تبصرہ و تنقید و ریویو کے اور احکامات ہائیکورٹ و حکامان مذہبی کی

تحریرات سے بخوبی ملتا ہے۔ مؤلف موصوف نے باتباع

تعمیل فرائض شاہی انفصالی کام عدالت میں چھ سال انجام

دیا۔ قانون و شرع اور ضابطہ پر عبور اور قوت فیصلہ نویسی کے

حکام ان اسامات قائل او معترف ہیں۔

یہ رسالہ جو نہایت قابلیت و جامعیت سے تالیف

کیا گیا ہے اپنی نوعیت میں کیا باعتبار نام وغیرہ جدیداً لذیذاً کا

مصداق ہونیکے سوا فاضل مؤلف صاحب کی تحقیق و تدقیق کے

ملکہ و مہارت کا بیّن ثبوت ہے اور بہترین فاضلانہ محققانہ

تجسس کا ذخیرہ۔ فقط وہ رعایا اور والی رعایا بہت خوش قسمت ہے جہاں کے

مؤلف حاکم ہوں۔

میر احمد عثمانی دہلوی